افسردہ شہر!

محمد یاسر حبیب

myasirhabib@hotmail.com

روشنیوں کا شہر کراچی افسردہ اور مغموم ہے، یہاں روشنیاں آج بھی اپنی آبرو قائم رکھنے کے لیے جل ضرور رہی ہیں لیکن ان میں بھی غم چھلکتا ہے بس ضرورت ہے اس نظر کی جو نظر روشنیوں میں چھپے اس غم کو محسوس کر سکے جس غم کا شکار وہ پچاس گھرانے ہیں جن کے گھروں سے اٹھنے والے جواں سال جوانوں کے لاشوں نے ان کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے۔ کراچی آج مغموم بھی ہے اور فریادی بھی، اس لیے کہ اس شہر میں بسنے والا ہر فرد خواہ وہ سندھی ہو، مہاجر ہو، پٹھان ہو یا بلوچی، اس کا تعلق کسی بھی قوم یا کسی بھی قبیلے سے ہو، ہر کوئی اس کا اپنا ہے، اس کی محبت بے لوث ہے جو کسی رنگ کسی نسل یا کسی شخصی تعارف کی محتاج نہیں۔ کہتے ہیں جب دو بھائی ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو جائیں تو اس وقت مائیں اپنی موت کی دعائیں مانگتی ہیں، اس لیے کے ایک ماں اپنے بچے کو کبھی مرتا نہیں دیکھ سکتی اور خاص کر اس وقت جب مارنے والا بھی اسی کی کوکھ سے جنم لینے والا ہو تو اس وقت ایک ماں اپنے لیے موت کی دعا مانگتی ہے، کچھ ایسا ہی منظر اس شہر کا بھی ہے۔

ایسا ہرگز نہیں ہے کہ اس شہر کی رکھوالی کرنے والا کوئی نہیں، لیکن جب شہر کے رکھوالے ہی اپنے اردگرد حفاظتی حصار کو مضبوط بنا کر خود کو ایک جگہ محدود کر لیں تو پھر وہ شہر، شہر نہیں رہتا بلکہ وہ شہر پھر علاقوں میں بٹ جاتا ہے، اس علاقے کا راجہ وہی کہلاتا ہے جس کا اس علاقے پر زور چلے، پھر ان علاقوں سے گذرنے والا ہر شخص دوسرے سے یہ پوچھتا نظر آتا ہے کہ اس علاقے میں کس کی اکثریت ہے؟

گستاخی معاف! یہ شہر آج کل ایسا ہی کچھ منظر پیش کر رہا ہے اگر چہ وقتی طور پر مقتدرین نے سب کچھ ٹھیک کر دیا ہے لیکن سب کچھ ٹھیک نہیں ہوا ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ خاموشی کسی بڑے آنے والے طوفان کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے، خدا کرے یہ گمان غلط ہو یہ خاموشی یہ امن اسی طرح قائم ودائم رہے، کسی کا گھر نہ اجڑے۔ اگر چہ اس خاموشی کو بین کرتی ان پچاس گھرانوں کی آہیں وقفے وقفے سے توڑ دیتی ہیں لیکن ان آہوں نے بھی تو آخر کسی منزل پر پہنچنا ہے، ظالم کا ظلم ٹھیک سہی لیکن مظلوموں کی دادرسی کرنے والی بھی ایک ذات ہے جس سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں، جس کی نگری میں دیر ضرور ہے لیکن اندھیر نہیں، ان پچاس گھرانوں میں سے کسی ایک گھر سے کوئی ایک ایسی آہ تو ضرور نکلی ہوگی جس نے آسمان کا کلیجہ بھی چھلنی کر دیا ہوگا، ابھی تو اس ذات نے بھی اس ظلم کا حساب لینا ہے، وہ جو چلے گئے ان کے پیچھے رہ جانے والے تو اپنی آخری سانس تک رب کریم کی بارگاہ سے انصاف کی امید لگا کر بیٹھے رہیں گے، آخر ان کو بھی تو انصاف ملنا ہے اور ظالم کو اس کے کیے کی سزا ملنی ہے۔

تاریخ اٹھا کر دیکھ لیجیے ماضی میں جس جس معاشرے سے انصاف اٹھتا چلا گیا اس معاشرے سے زندگی کی رنقیں بھی ماند پڑتی چلی گئیں، خیر یہ تو اپنے اپنے نظریے اور احساس کی بات ہے اگر احساس زندہ ہو تو پھر دریائے فرات کے کنارے بھوک سے مرنے والے کتے کی ذمہ داری بھی حاکم وقت اپنے اوپر لیتا ہے اور جب یہ احساس ختم ہو جاتا ہے پھر جذبات سمٹ کر ایک محدود پیمانے میں قید ہو جاتے ہیں اور پھر ایک وقت آتا ہے جب یہی جذبات ختم ہو جاتے ہیں، تب انسان کو حیوان بننے سے کوئی نہیں روک سکتا۔

آخر وہ کون لوگ ہیں جو یہ سب کچھ کروا رہے ہیں، اگر اہلیان کراچی کی آواز یہی ہے کہ دہشت گردی، قتل، ڈاکہ زنی، لوٹ ماران سب چیزوں کے پیچھے ہم نہیں ہیں تو وہ کون لوگ ہیں ان کے عزائم کیا ہیں، کیوں یہ لوگ نفرتوں کو پروان چڑھا کر ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو چلے ہیں، قومیت کے نام پر کتنی جانوں کا ضیاع ہو چکا ہے کہ کتنے گھروں کے چراغ ہم نے اسی نادانی کی بھینٹ چڑھا دیے ہیں، سوال یہ ہے کہ جو لوگ ان مذموم مقاصد میں استعمال ہو رہے ہیں وہ کون لوگ ہیں؟ آخر اس قدر نفرت ان کے دلوں میں کہاں سے پیدا ہوگئی؟ جو آج اس نہج پر پہنچ چکی ہے، جس کی زد میں آ کر ایک عام آدمی کی جان و مال بھی داؤ پر لگ چکی ہے۔

اس تمام تر صورتحال کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے، جب یہ سب کچھ ہوا تو اس وقت قانون نافذ کرنے والے ادارے کہاں تھے؟ اگرچہ صوبائی وزیر داخلہ نے شر پسند عناصر کو دیکھتے ہی گولی مارنے کے احکامات جاری کر دیئے تھے لیکن اس پر عملدرآمد کیوں نہیں ہوا؟ اس کی باز پرس کرنا کس کا کام ہے اور پھر وہ لوگ یا وہ تمام گھرانے جو اس تمام واقعات سے متاثر ہوئے ان کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے، اگر حکومت وقت واقعی مخلص اور ہمدرد ہے تو اس کو چاہئے کہ وہ آگے آ کر ان تمام گھرانوں کو انصاف دلائے ان کی داد رسی کرے، اس لیے کہ کراچی وطن عزیز پاکستان کی اقتصادی شہہ رگ کی حیثیت رکھتا ہے، نہ معلوم اس شہر کراچی کی یہ اداسی اور ان ماؤں کے چھلنی کلیجوں سے نکلنی والی آہیں آنے والے وقتوں میں کیا رنگ لاتی ہیں، لیکن اتنا ضرور ہے کہ اس تمام تر صورتحال کی ذمہ داری حکومت وقت پر عائد ہوتی ہے کہ وہ سیاسی مصلحت سے بالاتر ہو کر امن کے قیام کو یقینی بنائے تاکہ ہر شہری کو بلاتفریق یکساں تحفظ حاصل ہو، فیصلہ اب ہم نے کرنا ہے کہ یا تو لسانیت اور تعصب کے نام پر ہم اپنے ہی گھر کو آگ لگا دیں یا پھر جوش سے نکل کر ہوش سے کام لیں۔